مولانا محمد مغیرہ
خطیب مسجد احرار، چناب نگر

التحقیق المزید علی تنقید غیر مفید

قارئین محترم! ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ مطابق مئی ۲۰۰۳ء ''نقیبِ ختم نبوت'' ملتان کے شمارہ میں ص ۶۱ پر مولانا عبدالغنی جاجروی مرحوم کے افادات پر مشتمل کتاب اسعد المفاتیح (فی حل مشکٰوۃ المصابیح ۔جس کو مرحوم کے فرزند مولانا محمد یوسف جاجروی نے مرتب کیا) پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا تھا کہ:

ایک بات مرتب (مولانا محمد یوسف جاجروی) سے بڑے ادب کے ساتھ کہ "البحث الثالث فی کیفیت عذاب القبر'' میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت **ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولّٰی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم** کے ضمن میں فائدہ کے تحت آپ کا فرمانا کہ (عدم سماع پر) قرآن مقدس کے اندر نص قطعی آچکی ہے۔ **وما انت بمسمع من فی القبور** آپ کا اس آیت کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلاف حقیقت اور نامناسب ہے کیونکہ کسی مسئلہ پر قرآن میں نص قطعی کا ہونا واضح دلیل ہے کہ اس کے خلاف مؤقف بہرصورت حرام یا کفر ہے جبکہ امت کا ایک مضبوط طبقہ سماع موتی کا قائل ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نے ''معارف القرآن'' میں اس آیت کے تحت یوں لکھا ہے کہ سماع موتی سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے کہ مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں یا نہیں۔

یعنی سماع و عدم سماع کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں جبکہ آنجناب نے اس کو عدم سماع پر نص قطعی قرار دیا ہے توقع ہے فاضل مرتب اس جسارت کو بطیّبِ خاطر قبول فرمائیں گے۔

اس تبصرہ پر مولانا محمد یوسف جاجروی مرتب کتاب کی طرف سے تو کوئی بات سننے میں نہیں آئی کہ انہوں نے میری گزارش کو قبولیت سے نوازا یا نہیں۔ لیکن گجرات سے ''نغمہ توحید'' اور راولپنڈی سے ''تعلیم القرآن'' نے کچھ زیادہ ہی محسوس فرمالیا۔ میرا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں تھا مگر نامعلوم کیوں انہیں ناگواری ہوئی اور بیک وقت و یک زبان دونوں جریدوں نے کتاب اسعد المفاتیح پر کیے ہوئے تبصرہ پر ناگواری کا اظہار فرمایا اور ''التحقیق والتنقید عدم سماع پر نصِ قطعی ہے یا نہیں'' کے دو عنوان قائم کر کے تین قسطوں میں میرے کیے ہوئے تبصرہ کے رد میں مضمون شائع کیا۔ واضح رہے کہ گجرات کے ''نغمہ توحید'' اور راولپنڈی کے ''تعلیم القرآن'' میں عنوان اور اس کی ذیلی تحریر ایک جیسی تھی کسی قسم کی لفظی کمی وبیشی اتار چڑھاؤ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ من وعن ایک جیسی تحریر تھی مگر ''نغمۂ توحید'' نے مولانا عبدالرحیم نظامی جبکہ راولپنڈی کے ''تعلیم القرآن'' میں مضمون ابوذکوان خاں سے منسوب تھا، ہوسکتا ہے محترم مولانا عبدالرحیم نظامی کی ابوذکوان کنیت ہو یا نظامی صاحب کا قلمی نام ہو تاہم ایسا کیوں کیا گیا ''نغمۂ توحید''، ''تعلیم القرآن'' یا خود مولانا نظامی اس کو صحیح بتاسکتے ہیں۔ ہمیں اس میں فضول پڑنے کی چنداں

ضرورت نہیں ۔ بہر حال مضمون بڑا زبردست اور بھر پور تھا۔ تابڑ تور حملے چیلنج اور طاقت کا زبردست مظاہرہ تھا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ترکش میں جتنے تیر تھے سب کے سب برسا دیئے گئے کہ شاید پھر موقع نہ ملے اور اگر کوئی تیر از راہ انسانی ہمدردی انہوں نے نہیں برسایا تو اس پر ان کے ممنون ہیں۔ بہر حال جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا' ان کا حق تھا۔ جمہوری دور ہے ہر آدمی کو اپنے حق کے اظہار کی مکمل آزادی ہے مگر اتنی بات ضرور ہے کہ بڑے آدمی کو اپنی بڑائی کا خیال رہنا چاہیے۔ ہماری ٹوٹی پھوٹی معلومات کے مطابق مولانا نظامی بڑی عمر کے بڑے عالم ہیں۔ ساری زندگی دینی کتب کے مطالعہ اور پڑھنے پڑھانے میں صرف کردی، قرآن وحدیث پر گہرا مطالعہ ہے، کئی کتب کے مصنف بھی ہو چکے ہیں مگر افسوس اس بات پر ہے کہ مولانا نظامی نے جو کچھ تحریر فرمایا اس میں تحقیق نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ سارا تخیلاتی نظام تھا جو بات ان کو پسند آئی، قلم کے سپرد کرتے چلے گئے' اس کا خیال نہ رہا کہ وہ اپنی شان کے موافق تحریر فرمار ہے ہیں یا مخالف۔ ہمیں اس پر دکھ نہیں ہوا کہ انہوں نے میرے تبصرہ پر گرفت فرمائی بلکہ یہ تو اچھی بات ہے علمی حلقے اس کو بخوشی قبول کرتے ہیں اور غلطی پر مطلع کرنے والے کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے ۔ ہمیں دکھ اس پر ہے کہ جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا' وہ ان کے شایان شان نہیں تھا۔ یہ سب کچھ عام آدمی لکھتا تو چشم پوشی کی جاسکتی تھی کہ جذبات کا اظہار ہے اور جذبات کے اظہار کے لیے آج کل ضروری نہیں کہ وہ حقیقت پر مبنی ہو مگر مولانا نظامی جن کے علم کا ایک طبقہ معترف ہے اور لوگ ان پر میدان علم میں اعتماد رکھتے ہیں' ان کے لیے مناسب نہیں تھا۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ مولانا نظامی صاحب مضمون ''التحقیق والتنقید'' عدم سماع پر نص قطعی ہے یا نہیں'' گجرات کے ماہ نامہ ''نغمہ توحید'' اور راولپنڈی کے ماہنامہ ''تعلیم القرآن'' میں بیک وقت یک زبان شائع ہوا مگر ہمارے سامنے گجرات سے ماہ نامہ ''نغمہ توحید' جمادی الثانی، رجب، شعبان ۱۴۲۴ھ کے شمارے ہیں۔ مولانا عبدالرحیم نظامی ''نغمہ توحید' اور ''تعلیم القرآن'' کو میرے تبصرے سے تقریباً دو باتیں ناپسند ہیں:

(۱) ایک تو یہ کہ میں نے لکھا کہ آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلافِ حقیقت اور نامناسب ہے۔

(۲) دوسری یہ کہ میں نے لکھا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے ''معارف القرآن'' میں اس آیت کے تحت یوں لکھا ہے کہ سماع موتیٰ سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں یہ مسئلہ اپنی جگہ مستقل ہے کہ مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ مولانا نظامی اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

''راقم الحروف (مولانا نظامی) کے خیال کے مطابق مولانا محمد مغیرہ صاحب کو مرتب کتاب مولانا محمد یوسف صاحب جاجروی سے دو شکایتیں ہیں:

(۱) یہ کہ عدم سماع پر قرآن مقدس کے اندر نص قطعی آچکی ہے یہ بات خلاف حقیقت بھی ہے اور نامناسب بھی۔

(۲) یہ کہ آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** کو مسئلہ سماع موتی سے کوئی تعلق نہیں۔

شکایت نمبرا کے متعلق چند گذارشات

راقم الحروف (مولانا نظامی) مولانا محمد مغیرہ صاحب کی خدمت میں بصد آداب شکایت نمبرا کے متعلق چند گذارشات پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ مولانا پورے خلوص کے ساتھ توجہ فرمائیں گے:

(۱) آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** کوعدم سماع پر نص قطعی کہنا مولانا قاری محمد یوسف جاجروی کی نہ اپنی رائے ہے اور نہ ہی اختراع بلکہ من وعن یہی عبارت عالم ربانی مفتی اعظم مفتی اول مدرسہ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی کی ہے اب ان ہی کی زبانی ان کی عبارت پڑھیے لکھتے ہیں:

''اور سماع میت ثابت نہیں بلکہ عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے:

قال الله تعالیٰ ومان انت بمسمع من فی القبور وقال تعالیٰ انک لا تسمع الموتٰی ......الخ''

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند المعروف عزیز الفتاویٰ، ص ۵۸۲ جلد ا، کتاب الوقف)

مولانا محمد مغیرہ صاحب آپ نے عبارت دیکھ لی اور پڑھ لی ہے کہ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی واضح ترین الفاظ میں لکھ رہے ہیں کہ:

> ''عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے اب یہ بات خلاف حقیقت ہے یا نا مناسب بہر حال برصغیر میں اہل سنت والجماعت احناف کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے پہلے اور صدر مفتی نے ہی لکھی ہے اب اگر کسی اہل علم کو یہ عبارت خلاف حقیقت اور نامناسب نظر آتی ہے تو اس کو دارلعلوم دیوبند انڈیا سے رجوع کرنا اور اپنا خلجان دور کرانا ضروری ہے۔'' (''نغمہ توحید'' ص ۳۲، جمادی الثانی ۱۴۲۴ھ)

اس کے جواب میں تین باتیں ہیں:

(۱) کیا آیت **وما انت بمسمع من فی القبور** اصولی طور پر نص قطعی ہے یا نہیں۔

(۲) عالم ربانی مفتی اول دارالعلوم دیوبند کا فرمانا کہ عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے۔

(۳) برصغیر میں اہل سنت والجماعت احناف کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند انڈیا سے رجوع کرنا اور اپنا خلجان دور کرانا ضروری ہے۔

(۱) قارئین محترم! میں ایک طالب علم ہوں کچھ عرصہ باضابطہ مدرسہ میں داخل رہ کر علم حاصل کیا اور اب بزرگوں کی طرف سے دینی خدمات کی ذمہ داری کو سونپے جانے کے بعد وقفہ وقفہ سے اہل علم سے طلب علم کے لیے رجوع کرتا رہتا ہوں۔ کل بھی طالب علم تھا آج بھی اور اسی راہ پر زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ مجھے اپنے علم پر گھمنڈ ہے نہ فخر وغرور البتہ اعتماد کی نعمت حاصل ہے تاہم بعض دفعہ کسی بات میں تردد ہو جائے تو اس کو دور کرنا اور اہل علم سے رجوع کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔

بات ہے آیت **ومـا انت بمسمع من فی القبور** کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلاف حقیقت اور نامناسب کہنے

کی۔تو جناب جو کچھ لکھا سوچ سمجھ کر لکھا کہ آیت شریفہ کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلاف حقیقت ہے نا مناسب کیونکہ اصولی طور پر اس کو نص قطعی نہیں قرار دیا جا سکتا۔

قارئین محترم!نص قطعی ایک علمی اصطلاح ہے جس کو اہل علم خصوصاً دینی مدارس سے تعلق رکھنے والے طلباء اور علماء جانتے ہیں۔جب مدرسہ میں میں طالب علم تھا تو کسی سبق میں اتنا سنا کہ ''قل هو الله احد'' میں لفظ''احد'' اللہ کے ایک ہونے پر نص قطعی ہے اور غالباً یہ بھی سنا کہ نص قطعی یہ ہے کہ قرآن مجید کے کسی لفظ یا آیت کا ایک معنی ہو دوسرے کا احتمال تک نہ ہو وہ نص قطعی ہے۔مثلاً قرآن مجید دوسرے پارے میں لفظ''قــروء''ہے جس کے دو معنی ہیں ایک''طہر'' جبکہ دوسرا معنی ''حیض''ہے اس کو نص قطعی نہیں کہا جا سکتا کہ معنیٰ ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔طالب علمی وقت کی سنی ہوئی بات ذہن میں محفوظ رہ گئی جس کے پیش نظر کتاب''اسعد المفاتیح''پر تبصرہ کرتے ہوئے آیت شریفہ کے بارے یہ بات لکھ دی کہ نص قطعی کہنا خلافِ حقیقت اور نا مناسب ہے۔لیکن جب مولانا نظامی مدظلہ کا مضمون سامنے آیا تو اب صرف دماغ میں محفوظ بات کا سہارا لینا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ مولانا نظامی تو تجاہل عارفانہ اختیار کر رہے ہیں۔نص قطعی کی تعریف باحوالہ معلوم کرنے کے لیے کئی اہل علم کے دروازہ پر دستک دینا پڑی۔بعض سے بذریعہ فون بعض سے ڈاک کے ذریعے یا بالمشافہ حتیٰ کہ خود حضرت مولانا نظامی مدظلہ کے دروازہ پر بھی ایک دوست کے واسطہ سے دستک دی کہ ایک علمی بات ہے جہاں سے حاصل ہو جائے۔مولانا نظامی مدظلہ کی طرف سے تو جواباً کچھ حاصل نہ ہو سکا۔البتہ بعض اہل علم نے حوالہ کتاب کے بغیر نص قطعی کے بارے وہی کچھ لکھا یا بتایا جو خود میرے ذہن میں سماعی طور پر موجود تھا مگر حوالہ ندارد۔

ہم نے ہمت نہیں ہاری اہل علم سے مراجعت کے ساتھ کتب کھنگالیں پروگرام بھی ساتھ ساتھ چلتا رہا۔بالآخر ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور نص قطعی کی تعریف مل گئی* تو لیجئے نص قطعی کی تعریف پیشِ خدمت ہے۔

''فالنص القطعی الدلالة هو الفظ الوارد فی القرآن الذی یتعین فهمه ولا یحتمل الا معنًی واحداً کاٰیات المواریث والکفارات والحدود''(فی تیسیر اصول الفقہ،ص۸۶)

جس کا عام فہم ترجمہ یہ ہے کہ نص قطعی وہ یہ ہے کہ جو لفظ وارد ہو قرآن مجید میں جس کا مفہوم متعین ہو اور ایک معنی کے بغیر اور کوئی احتمال نہ ہو جیسے آیاتِ وراثت،آیاتِ کفارہ اور حدود۔

نص قطعی کی تعریف سامنے آجانے کے بعد اب دیکھتے ہیں کہ زیر بحث آیت شریفہ کا معنی ایک ہے تو نص قطعی اگر ایک نہیں ایک سے زیادہ ہے تو پھر یقیناً نص قطعی نہیں اور مولانا نظامی مدظلہ کو میری گذارش کہ زیر بحث آیتِ شریفہ کو نص قطعی کہنا خلاف حقیقت اور نا مناسب ہے قبول فرما لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

---

* اور اس طرح نص قطعی کی تعریف کے حصول میں تقریباً اٹھارہ ماہ کا وقت لگا اور یہی جواب گزارش میں تاخیر کا سبب ہے اور کاہلی اس پر مزید ہے

لیجئے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے معنی کے بارے میں اس طرح لکھتے ہیں:

"ثم قال تعالیٰ "ان الله يسمع من يشاء وما انت بمسمع من في القبور "فيه احتمال معنيين .الاول ان يكون المراد بيان كون الكفار بالنسبة الىٰ سماعهم كلام النبي والوحي النازل عليه دون حال الموتىٰ فان الله يسمع الموتىٰ والنبي لا يسمع من مات وقبر فالموتىٰ سامعون من الله والكفار كالموتىٰ لا يسمعون من النبي .

والثاني ان يكون المرار تسلية النبي ﷺ فانه لما بين له انه لا ينفعهم ولا يسمعهم قال له هؤلاء لا يسمعهم الا الله فانه يسمع من يشاء ولو كان صخرة صماء واما انت فلا تسمع من في القبور فما عليك من حسابهم من شئ.

ترجمہ: اس میں دو معنی کا احتمال ہے۔ پہلا یہ کہ اس سے مراد کلام نبی اور اس پر نازل ہونے والی وحی الٰہی سننے کے لحاظ سے مردہ دل کفار کی حالت کا بیان ہے مردوں کا بیان حال مراد نہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ مردوں کو سنوا سکتے ہیں۔ یہ قدرت اوروں کو نہیں۔ اور نبی مردوں اور قبر میں پڑے ہوؤں کو نہیں سنا سکتے کیونکہ یہ ان کے بس کی بات نہیں۔لیکن مردے اللہ تعالیٰ سے سنتے ہیں اور مردہ دل کافر مردوں کی مانند ہیں جو نبی سے نہیں سن پاتے لہٰذا ہدایت نہیں قبول کر سکتے۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کو تسلی دینا مقصود ہے کیونکہ آپ ان کے ایمان نہ لانے پر بے حد غمگین ہوتے تھے تو جب اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرما دیا کہ آپ ان کو نفع نہیں پہنچا سکتے اور نہیں سنا سکتے تو فرمایا کہ ان کو اللہ ہی سنا سکتے ہیں۔اس لیے کہ وہ جسے چاہتا ہے سنوا دیتا ہے۔اگر چہ وہ ٹھوس پتھر ہوں۔آپ تو قبروں میں پڑے ہوؤں کو نہیں سنا سکتے (لہٰذا اگر یہ کافر نہ مانیں تو آپ غم نہ کریں) اس لیے کہ آپ کے ذمہ ان کا حساب نہیں ہے۔

قارئین محترم! آپ کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ آیتِ شریفہ کے معنی میں دو احتمال ہیں۔نص قطعی کا تقاضا ہے ایک معنی ہو ایک معنی کے علاوہ دوسرے معنی کا احتمال نہ ہو مگر آیت موصوفہ میں دو معانی کا احتمال ہے تو پھر یقیناً میرا یہ کہنا کہ آیت موصوفہ کو عدم سماع پر نص قطعی کہنا خلاف حقیقت اور نامناسب ہے سو فیصد درست اور صحیح ہے۔

(۲) باقی یہ کہ عالم ربانی مفتی اول دار العلوم دیوبند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی رحمۃ اللہ کا فرمان اور فتویٰ کہ:

''سماع میت ثابت نہیں بلکہ عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے' قال اللہ تعالیٰ:

''وما انت بمسمع من في القبور (وقال تعالیٰ) انك لا تسمع الموتىٰ......الخ

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند، جلد ا،ص ۲۸۵، کتاب الوقف)

ہم اس پر کچھ کہنے سے قاصر ہیں۔البتہ محترم مولانا نظامی صاحب مدظلہ کی خدمت میں عالم ربانی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم ہی کا دوسرا فتویٰ پیش کرنا چاہتے ہیں جو یقیناً ان کے علم میں ہوگا مگر نہ معلوم کیوں اس سے چشم پوشی فرما گئے شاید ان کو چشم پوشی کرنے کی عادت ہے۔جو اچھی بات ہے مگر ہر جگہ چشم پوشی مناسب نہیں ہے۔

عالم ربانی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم سائل کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''سماع موتی اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہے بہت سے ائمہ سماع موتی کے قائل ہیں اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے موجود ہیں جن سے عدم سماع موتی معلوم ہوتا ہے۔ مگر امام صاحبؒ سے کوئی تصریح اس بارے میں نقل نہیں کرتے اور استدلال عدم سماع کا آیت **انک لا تسمع الموتٰی** وغیرہ سے کرتے ہیں اور مجوزین کا استدلال حدیث **ما انتم باسمع منهم**......الخ اور حدیث سے قرع نعال سے ہے اور آیت مذکورہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نفی سماع قبول کی ہے غرض یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور قول فیصل ہونا اس میں دشوار ہے۔ پس عوام کو سکوت اس میں مناسب ہے جبکہ علماء کو بھی اس میں تردد ہے اور دلائل فریقین موجود ہیں۔'' (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ۵، ص ۴۶۱)

حضرت نظامی صاحب مدظلہ محسوس نہ فرمائیں تو بصد احترام عرض گزار ہوں کہ عالم ربانی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم کا فتویٰ ''عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند المعروف عزیز الفتاویٰ میں ہے جبکہ یہ فتویٰ کہ سماع موتی میں اختلاف ہے۔ اختلاف صحابہ کے زمانہ سے ہے۔ بہت سے ائمہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ دلائل فریقین موجود ہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد پنجم) میں ہے۔

نیز فتاویٰ دارالعلوم دیوبند المعروف عزیز الفتاویٰ اور فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد پنجم دونوں میں فتاویٰ جات عالم ربانی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم ہی کے ہیں، آپ فیصلہ فرمائیں کہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد پنجم میں موجود فتویٰ بعد کا تو نہیں۔ اگر بعد کا ہے تو پھر عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے۔ پہلے کا فتویٰ ہے اور سماع موتی میں اختلاف ہے۔ اختلاف صحابہ کے زمانہ سے ہے۔ دلائل فریقین موجود ہیں، بعد کا فتویٰ ہے۔

فافهم نیز نص قطعی کے ہوتے ہوئے عالم ربانی مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی مرحوم کا فرمان کہ سماع موتی میں اختلاف ہے۔ دلائل فریقین موجود ہیں۔ قولِ فیصل دشوار ہے، کی کیا حیثیت ہے۔ کچھ وضاحت فرمادیں تو بہتیرے لوگوں کا بھلا ہوگا۔

(۳) باقی مولانا نظامی مدظلہ کا مشورہ کہ ''برصغیر میں اہل سنت والجماعت احناف کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند انڈیا سے رجوع کرنا اور خلجان دور کرانا ضروری ہے۔''

قارئین محترم! مولانا نظام الدین مدظلہ نے بڑا اچھا مشورہ دیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند واقعی اہل سنت والجماعت احناف کی برصغیر میں سب سے بڑی درسگاہ ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے فیصلہ کو مولانا نظامی بشمول ''نغمہ توحید'' (گجرات) کتنی پذیرائی یا قبولیت بخشیں گے اس معاملہ میں زمانہ ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے بڑے بڑے خدشات ہمارے سامنے ہیں۔ تاہم زمانہ ماضی کے خدشات کو پس پشت ڈال کر ایک دفعہ مولانا نظامی مدظلہ کے مشورہ پر عمل پیرا ہونے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

(جاری ہے)